حضرت اُمِّ ایمن......رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اَنّا قسط:۲

مولانا ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی

غزواتِ نبوی میں شرکت:

ایک تاریخی واقعہ اور نبوی سنت یہ رہی ہے کہ عہدِ نبوی میں خواتین غزوات میں شرکت کیا کرتی تھیں، عام خواتین کے علاوہ ازواجِ مطہرات کی بعض غزوات میں شرکت وخدمت کی ناقابلِ تردید روایات ملتی ہیں، ان کا غزوات اور بعض سرایا میں جانا محض رفاقت کی بنا پر نہیں تھا جیسا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے، بلکہ وہ خدمت اور فوجی فرائض کی بجا آوری بھی کرتی تھیں اور بعض خواتین نے تو باقاعدہ سیف وسنان کے ساتھ جہاد بھی کیا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمی نے اپنے قلعۂ حفاظت میں ایک دشمن کو مار گرایا تھا، میدانِ جنگ میں ان کی موجودگی، کارگردگی اور خدمت گزاری بابِ جہاد کا ایک حسین ترین عنوان ہے اور وہ سچ بات یہ ہے کہ ایک الگ تحقیقی مطالعے کا موضوع ہے۔

اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا، انھیں مجاہدات اور سرفروش خواتین میں سے ایک تھیں، جنھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں شرکت کی تھی اور جہاد وقتال کے میدان میں اپنے حصے کا فریضہ انجام دیا تھا، ان کا زیادہ تر کام زخمیوں کی دوا دارو کرنا اور سپاہیوں کو پانی پلانا وغیرہ وغیرہ فوجی کام ہی بتایا گیا ہے، لیکن قوی امکان ہے کہ اس کے علاوہ بھی انھوں نے اور دوسرے فرائض انجام دیے ہوں کہ میدانِ جنگ اپنے خاص تقاضے رکھتا ہے۔

غزوۂ بدر میں خواتین بالخصوص حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شرکت کا سوال نہیں پیدا ہوتا کہ اصلاً رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے جنگ کے لیے نہیں تشریف لے گئے تھے بلکہ شام سے واپس آنے والے قریشی کارواں کے ارادے سے گئے تھے، بدر کی جنگ بلا ارادہ ومنصوبہ پیش آ گئی تھی، لہٰذا اس میں مرد غازیانِ کرام کی شرکت ہی ضرورت سے کم تھی تو خواتین کی شرکت کیا ہوتی، البتہ بعد کے دوسرے غزوات منصوبہ بند تھے اور ان میں خواتین بھی باقاعدہ شریک کی گئی تھیں، حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شرکت جہاد کی روایات غزواتِ اُحد، خیبر وحنین وغیرہ کے حوالے سے ملتی ہیں۔

غزوۂ اُحد ۳ھ/۶۲۵ء:

ابنِ سعد نے واقدی کی روایت میں صرف یہ بیان کیا ہے کہ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے جنگِ اُحد میں شرکت کی، وہ پانی پلاتی اور زخمیوں کا دوا دارو کرتی تھیں۔(۴۶) مگر بلاذری نے اس واقعے کے ساتھ دوسرا دلچسپ جنگی واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اَنّا حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا، انصار کی کچھ خواتین کے ساتھ مسلمانوں کو پانی پلا رہی تھیں، دشمن سپاہی حبان ابن العرقہ نے ان کو تیر کا نشانہ بنایا، جس نے ان کے دامن کے ذیل کو زمین میں پیوست

کر کے ان کا ستر کھول دیا، دشمن اپنی حرکتِ ناشائستہ پر خوب ہنسا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص زہری رضی اللہ عنہ کو ایک تیر دے کر فرمایا کہ اس کا نشانہ لو، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تیر چلایا جو اس کو جالگا اور اس کا کام تمام کر دیا، وہ لڑھک کر گرا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک کھل گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سعد! نے ان کا بدلہ لے لیا، پھر ان کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمھاری دعا کو ہمیشہ قبول فرمائے اور تمھاری تیر اندازی کو پکا کر دے۔ (۴۷) دوسری خواتینِ احد تھیں: حضرت اُمّ سلیم بنت ملحان، حضرت عائشہ، حمنہ بنت جحش اور حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہن۔

اسی غزوہ کا ایک اور واقعہ بلاذری نے یہ نقل کیا ہے کہ غزوۂ اُحد میں قریشی شہ سوار دستے کے اچانک حملے کی بنا پر جب افراتفری پھیل گئی اور کچھ مسلمان مجاہدوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو حضرت اُمّ ایمن بھاگنے والوں کے چہروں پر خاک پھینک کر ان کو غیرت دلانے لگیں: ''بھگوڑو کہاں بھاگے جاتے ہو، واپس لوٹو۔ (۴۸)

واقدی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دوبار میدانِ جنگ تشریف لے گئی تھیں اور اُن کے ساتھ بعض دوسری خواتین بھی تھیں، قلعۂ حفاظت سے حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہاشمی نے مسلمانوں کی ہزیمت کا دل دوز نظارہ دیکھنے کے بعد جب میدانِ جنگ کا رخ کیا تو بنو حارثہ کے محلے میں اُن کی ملاقات حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا اور بعض انصاری خواتین سے ہوئی اور وہ سب دوڑ کر خدمتِ نبوی میں پہنچیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیریت دریافت کی۔ (۴۹)

غزوۂ مُرَیسیع:

۵ھ/۶۲۷ء میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم قبیلے بنوالمصطلق کے خلاف فوجی کارروائی کی، اس کو مقامِ جنگ کے نام سے موسوم کر کے بالعموم غزوۂ مُریسیع کہا جاتا ہے، یا قبیلے کی طرف نسبت دے کر غزوۂ بنوالمصطلق کا نام دیا جاتا ہے۔ غزوے سے واپسی کے سفر میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بعض منافقین نے تہمت لگائی، جس کا شکار بعض مسلمان بھی ہوگئے۔ مدینے واپس آ کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعۂ اِفک کی تحقیق فرمائی اور اپنے اہلِ بیت کے مردوں اور عورتوں سے مشورہ کیا، مردوں کے علاوہ خواتین میں حضرت بریرہ باندی (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کی اور اسی طرح دوسری زوجۂ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ کردار، پاک وصاف زندگی اور عفت وطہارت کی بہت خوبصورت گواہی دی، پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا، ان کا جواب تھا: میرے کان وآنکھ محفوظ رہیں، میں نے ان کے بارے میں سوائے خیر کے نہ کچھ جانا اور نہ کچھ گمان کیا۔ (**ثم سأل رسول اللہ ﷺ اُمّ ایمن فقالت حاشی سمعی و بصری ان اکون علمت او ظننت بها قط الا خیرا**)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت کے ایک متفقہ اظہار واعلانِ برأت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد خطبہ عطا فرمایا۔ (۵۰) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے استفسار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے پر کیا تھا۔

قیاس کہتا ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا اس غزوے میں شریک تھیں اور دوسری خواتین اہلِ بیت بھی، جن سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کے بارے میں تحقیق فرمائی تھی، روایات سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد صحابہ کرام اور خواتین صحابیات میں سے صرف مخصوص لوگوں سے ہی دریافت فرمایا تھا، نہ سب قریبی صحابہ سے اور نہ تمام اہلِ بیت وازواجِ مطہرات سے، دوسرے جن سے تحقیقِ حال کی تھی اُن میں مرد وخواتین میں سے بیشتر کی شمولیت کی تصدیق ہوتی ہے، تیسرے یہ کہ واقعۂ افک ایک مخصوص مقام وموقع سے متعلق تھا، لہٰذا اس غزوے کے شرکاء سے ہی تحقیق حال منطقی لگتی ہے۔ ان وجوہ سے ان کی شرکت کا یقین ہوتا ہے۔

غزوۂ خیبر ۷ھ/۶۲۹ء:

ابنِ سعد نے صرف ایک جملے میں بیان کیا ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا غزوۂ خیبر میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھیں، اس کے علاوہ انھوں نے اس روایت کی کوئی تفصیل نہیں دی ہے، جیسی کہ غزوۂ اُحد کے بارے میں دی ہے۔ (۵۱) واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس غزوے میں مدینہ سے بیس خواتین نے حصہ لیا تھا اور ناموں کی فہرست میں حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کا بھی نام لیا ہے۔

غزوۂ خیبر کے ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ ابنِ اسحاق کی سیرت میں ضمناً آ گیا ہے، حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت ایمن بن عبید خزرجی رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر میں شریک نہیں ہوئے اور وہ بنوعوف بن الخزرج کے ایک فرد و مرد کار تھے: **(و کان قد تخلف عن خیبر وھو من بنی عوف بن الخزرج و کانت اُمه اُم ایمن مولاۃ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم).**

حضرت اُم ایمن باوجود خاتونِ خانہ ہونے کے اس غزوے میں شرکت کی تھی، ان کو فرزند کی بزدلی یا کوتاہی پر غصہ آیا اور انھوں نے فرزند کو سرزنش کی، حضرت حسان بن ثابت خزرجی نے حضرت اُم ایمن کی جناب میں ان کے فرزند کی طرف سے عذر پیش کیا اور چند اشعار میں اس کو ڈھال دیا:

علی حین ان قالت لأیمن أمه		جبنت ولم تشهد فوارس خیبر
و أیمن لم یجبن ولکن مهره		أضرَّ به شرب المدید المخمر
ولولا الذی قد کان من شان مهره		لقاتل فیهم فارسا غیر أعسر
ولکنه قد صده فعل مهره		و ما کان منه عنده غیر ایسر

ابن ہشام کا تبصرہ ان اشعار پر یہ ہے کہ ابوزید نے یہ اشعار حضرت کعب بن مالک کے بطور ان کو سنائے تھے۔ (۵۲)

دوسرے غزوات میں حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کی شرکت خارج از امکان و بعید از قیاس نہیں ہے، خصوصاً اس روایت کے بعد کہ انھوں نے مجاہدینِ اسلام کو غزوۂ حنین کے موقع پر ثبات قدمی کی دعا دی تھی، مگر اپنی تنگئ زبان کے سبب ''ثبت'' کو ''سبت'' بنادیا تھا اور اس کا ذکر ان کی عربی زبان میں غلطی کے حوالے سے آتا ہے، واقعات کی تاریخی ترتیب تقاضا

کرتی ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا فتحِ مکہ اور غزوۂ حنین دونوں میں شریک تھیں، کیونکہ انھوں نے یہ دعا میدانِ جنگ میں جاتے وقت دی تھی، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اسلامی فوج کے ساتھ مکہ مکرمہ اور وہاں سے حنین گئی تھیں۔

سریۂ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:

اپنی دنیاوی حیات طیبہ کے اواخر میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کلبی کو سریۂ فلسطین کا امیر مقرر فرمایا، اس کا بنیادی مقصد رومیوں سے حضرت زید بن حارثہ کلبی کی شہادت اور ان کے رفقا کی الم ناک موت کا انتقام لینا تھا، واقدی کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ ۲۶ ؍صفر ۱۱ھ کو مسلمانوں کو ''غزوۂ روم'' کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا اور دوسرے دن منگل کو حضرت اسامہ بن زید کلبی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فوج کی کمان سونپی، اس کے ایک دن بعد ہی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شروع ہوگئی اور اسلامی لشکر اپنی منزل کے لیے روانہ نہ ہوسکا۔

اس دوران لوگوں کو باتیں بنانے اور تنقید کرنے کا موقع مل گیا اور بعض حلقوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا کہ وہ نوجوان اور غلام زادے ہیں اور اس سے قبل انھوں نے حضرت زید کلبی کی امارت پر اسی طرح اعتراضات کیے تھے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید اور ان کے فرزند حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما دونوں کی کی امارت کے لیے ان کی لیاقت کی تصدیق کی اور اپنے خطبۂ عالیہ میں معترضوں کے اعتراضات کو شدومد سے رد فرمادیا اور فوج کی امارت پر ان کو برقرار رکھا۔(۵۳)

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا جو نوجوان امیر لشکر کی ماں تھیں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوئی اور درخواست کی کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر گاہ میں قیام کرنے سے بچانے اور ان کی حالت سدھارنے کے لیے وقت عطا فرمایا جائے کہ موجودہ حالت میں وہ کوئی کارنامہ انجام نہیں دے سکیں گے، ان کا مقصد وہی تھا کہ ان کو امارت سے معاف کردیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ لشکرِ اسامہ کو ضرور روانہ کیا جائے اور حضرت اسامہ کو لشکر گاہ کا حکم عطا فرمایا۔

و دخلت أُم ايمن فقالت : اى رسول اللّٰه لو تركت أسامة يقيم فى معسكره حتى تتمائل فان أسامة إن خرج على حالته لم ينتفع بنفسه فقال رسول اللّٰه ﷺ انفذوا بعث اسامة. (۵۴)

حضرت اسامہ اپنے لشکر گاہ سے روانہ ہونے والے تھے کہ ان کی والدہ حضرت اُم ایمن کے قاصد نے ان کو اطلاع دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وقتِ آخر آ گیا، لہٰذا وہ مدینے اکابر صحابہ کے ساتھ لوٹ آئے، جن میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما شامل تھے:

فبينا اسامة يريد أن يركب من الجرف أتاه رسول أُمّ أيمن وهى أمه ، تخبره أن رسول اللّٰه يموت. (۵۵)

قیام مدینہ کے واقعات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّ ایمن کی زیارت کے لیے تشریف لے جانا:

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کرنا اوران کے گھر پابندی سے جانا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، ابن اثیراور دوسرے اہلِ سیر وسوانح کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ ان کے گھر جاکران کی زیارت فرماتے تھے، **و کان یزورھا فی بیتھا.(۵٦)**

بظاہر یہ زیارت مدنی دور سے متعلق معلوم ہوتی ہے لیکن اس کو مطلق واقعہ اور مستقل سنت سمجھنا چاہیے، کیونکہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن حارثہ کلبی سے مکہ مکرمہ میں منسوب ہونے کے بعد ایک الگ مکان میں رہنے لگی تھیں، ان کے مقام ومرتبہ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے تعلق وربط کی بنا پر آپ کے دوسرے اعزہ واقربا اور صحابہ بھی ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے، ان میں حضرات شیخین، حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ نمایاں تھے: **و قیل إنَّ أبا بکر و عمر کانا یزورانھا کما کان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یزرورھا.(۵٦)**

ابن اثیر نے یہ روایت کلمۂ ضعف کے ساتھ بیان کی ہے کہ وہ مجروح، کمزور یا غلط روایت ہے، لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اس کی تائید دوسرے مصادر کی روایات سے ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرات شیخین ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے، حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خاص طور سے، امام مسلم نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل پر ایک باب باندھا ہے، جس میں واضح حدیث ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے، ایک دوسری حدیث ہے کہ ایک بار تشریف لے گئے تو انھوں نے شربت پیش کیا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کردیا تو حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا غصے ہوئیں، تیسری حدیث میں حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کے جانے کا ذکر ہے۔(۵۸) حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **عن انس انطلق رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی أم أیمن فانطلقت معہ ، فناولتہ إناء فیہ شراب، قال لا أدری أ صادفتہ صائما أو لم یردہ فجعلت تصخب علیہ و تذمر علیہ.(۵۹)**

حجاب:

حضرت اُمّ ایمن کا تعلق اہلِ بیت نبوی سے تھا کہ وہ موالی نبوی ہونے کے سبب گھر والوں میں سے تھیں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی بنا پر ان سے محبت بھی فرماتے تھے اوران کے لیے وہی پسند کرتے تھے جو اہلِ بیت کے لیے کرتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بھی حجاب کا حکم دیا تھا: **عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم، قال: غطی قناعک یا اُمّ ایمن .(٦٠)**

اقطاع رعطیۂ نبوی:

امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجرین کو انصار کے اصرار ومحبت پر ان کے باغات میں شریک وسہیم بنادیا تھا اوران کو کھجور کے درخت اور اراضی ہبہ کردی تھی، غزوۂ بنونضیر کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو یہودی اراضی سے قطائع (زمین کے عطیات) عطا فرمائے اوران سے انصار کے باغات کے حصص اوران کی اراضی ان کے مالکوں کو واپس کرادی۔ کچھ انصاری عطایا واراضی پھر بھی مہاجرین ومہاجرات کے قبضے وملکیت

میں رہ گئی، کیونکہ ان کونضیری اراضی سے زمین وجائیدادنہیں ملی تھی۔غزوۂ بنی قریظہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موہوبہ انصاری اراضی کوبھی ان کے اصل مالکوں کوواپس لوٹانے کا فیصلہ کیا۔ان میں ایک اراضی اور باغ کا حصہ حضرت انس بن مالک خزرجی رضی اللہ عنہ کے خاندان کا تھا، جوحضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے تصرف میں تھا،حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کوجب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کاعلم ہواتوانھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کوخدمتِ نبوی میں بھیجا کہ وہ اپنے حصۂ باغ کی واپسی کی درخواست کریں۔حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کوحضرت انس رضی اللہ عنہ کے آنے کاعلم ہواتو وہ بھی فوراً جنابِ نبوی میں پہنچیں اورحضرت انس رضی اللہ عنہ کی گردن میں کپڑا ڈال کرفرمانے لگیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا عطیہ ہرگز واپس نہیں کریں گے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زمین واپس کرنے کا حکم دیا،لیکن وہ راضی نہ ہوئیں،آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ ایمن کوانصاری آراضی کادس گنایااس کے مساوی دے کران کوراضی کرلیا۔(۶۱)

عن انس قال کان الرجل یجعل للنبی ﷺ النخلات حتی افتتح قریظة و النضیر و ان اھلی امرونی ان آتی النبی ﷺ فاساله الذی کانوا آعطوه او بعضه ، و کان النبی ﷺ قد اعطاه ام ایمن ، فجائت ام ایمن فجلعت الثوب فی عنقی تقول کلا والذی لا اله الا هو ، لا یعطیکم و قد اعطاتیها ، او کما قالت ، والنبی ﷺ یقول : لک کذا، و تقول کلا واللّه ، حتی اعطاها ، حسبت انه قال: عشرة امثاله ، او کما قال.

حافظ ابن حجر شارح مسلم،امام نووی کے حوالے سے حضرت اُمّ ایمن کے رویے کےتشریح کی ہے کہ وہ اس عطیے کومستقل وتاابدسمجھتی تھیں اوررسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تالیف قلب اورلحاظِ محبت کی بناپران کے خیال وگمان کی تردیدنہ کی اوراپنی طرف سے ان کوعطافرمایا،اتناعطافرمایا کہ وہ راضی ہوگئیں،کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اَنّاتھیں۔

نبوی تعلقِ خاطر:

لاڈ پیار کاایک رشتہ بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ استوار کررکھا تھا، ایک باروہ خدمتِ نبوی میں تشریف لائیں تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کوایک اونٹ برائے سواری عطافرمائیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ مذاق فرمایا کہ میں آپ کواونٹنی کے بچے پرسوار کروں گا،حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ میرا بوجھ نہیں اٹھاسکے گا اور مجھے اس کی خواہش بھی نہیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''میں تو آپ کواونٹنی کا بچہ ہی دوں گا''۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اسی طرح مزاح فرماتے تھےاورمزاح میں بھی سچ بات ہی کہتے تھے،اس واقعے میں واضح ہے کہ تمام اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہی ہوتے ہیں۔(۶۲)

زبان کی رخصت:

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہاحبشی تھیں اورغالباً عربی حروف میں سے بعض کےمخارج صحیح نہیں نکال پاتی تھیں اوران کی زبان میں بھی کچھ گرہ تھی،اسی بناپران کو **عسراء اللسان** کہا گیاہے،رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انھوں نے غزوۂ

حنین کے موقع پر مسلمانوں کو ثبات قدمی کی دعا دی تو ''سبت اللّٰہ اقدامکم'' جس کا مفہوم کچھ اور ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تنبیہ فرمائی اور خاموش رہنے کا حکم دیا، (۶۳) حضرت اسامہ کے بارے میں بھی یہ روایت آتی ہے کہ وہ ''ث'' کی آواز کو ''س'' سے جدا نہ کر پاتے اور ''الثرید'' کو ''السرید'' کہتے تھے، (۶۴) لیکن اسی کے ساتھ ان کو رخصت بھی عطا فرمائی، وہ خدمت میں آتیں تو لاسلام کہتیں، غالباً وہ السلام علیکم واضح طور سے نہیں کہہ پاتی تھیں، لہٰذا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو ''سلام لاعلیکم'' کہتے سنا تو اجازت عطا فرمادی کہ وہ صرف ''سلام یا السلام'' ہی کہہ لیا کریں، وہی ان کے لیے کافی ہے۔ (۶۵)

جانوروں کی چرائی:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے مویشی تھے جو مختلف چراگاہوں میں رہتے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی مویشی بھی اور اسلامی ریاست کے جانور بھی ان میں شامل تھے، ان کی دیکھ بھال اور چرانے کے لیے متعدد چرواہے تھے، حضرت اُمّ ایمن بھی ان میں سے ایک تھیں، بلاذری کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دودھاری اونٹنیاں تھیں جن کو اُمّ ایمن چراتی تھیں:

کانت للنبوی ﷺ منائح سبعة اعفر ترعاهن ام ايمن. بلاذری نے ان کی تفصیل بھی دی ہے۔ (۶۶)

غالباً اسی خدمتِ نبوی کے حوالے سے مدتوں بعد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اُموی نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت اسامہ بن زید کلبی رضی اللہ عنہما سے ایک گفتگو کے دوران فرمایا: اللہ اُمّ ایمن پر رحم فرمائے، میں ان کو اب بھی گویا دیکھ رہا ہوں کہ وہ دونوں بکریاں رمویشی لے جا رہی ہیں، اس پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! وہ ہند یعنی حضرت معاویہ کی ماں سے بہتر تھیں اور زیادہ معزز بھی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے معزز تر ہونے پر تعجب ہوا اور اس کا اظہار کیا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آیتِ کریمہ پڑھی: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ (۶۷)، غالباً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ (۶۸)

مویشی چرانے کی ایک روایت حضرت اُمّ ایمن کے بارے میں اب تک مل سکی ہے اور وہ بھی مدنی دور کی، اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہوگا کہ مویشی چرانے کا کام انھوں نے صرف مدنی دور میں اور ایک آدھ بار کیا تھا اور حضرت اسامہ و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مکالمے سے اس کام کی سماجی فروتنی اور ناپسندیدہ حیثیت کا اشارہ سمجھنا بھی غلط ہے، گھریلو جانوروں کا چرانا اور اجرت پر چرواہی کرنا دونوں کام عرب روایات میں سماجی طور سے مقبول و پسندیدہ تھے اور اشراف خاندانوں کے لڑکے، موالی اور باندیاں اور معزز افراد واشخاص یہ کام کرتے تھے، دراصل یہ نبیوں والا کام تھا اور تمام انبیائے کرام کے علاوہ خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لڑکپن میں جانوروں کو چرانے کا کام کیا تھا۔ (۶۹)

تجہیز و تکفین کی خدمت:

خاندانِ رسالت کی ایک بزرگ وعزیز فرد ہونے کا سبب حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا تمام دکھ سکھ کے واقعات میں ضرور شریک رہتی تھیں، یہ روایات کا قصور اور راویوں کی کوتاہی ہے کہ وہ مکی سماج اور مدنی معاشرے کے اجتماعی کاموں میں

ان کی شرکت اور افرادِ خاندان کی خدمت میں ان کی سعادت کا بالعموم ذکر نہیں کرتے ہیں، البتہ بعض اہم واقعات کے ضمن میں ان کے کام، کارگزاری اور خدمت کا حوالہ آجاتا ہے۔

۸ھ/۶۲۹ء میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، ان کو غسل دینے والوں میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ازواجِ مطہرات، حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت اُمّ سلمہ کے علاوہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہن بھی شریک تھیں، راوی نے تجہیز وتکفین کرنے کی سعادت پانے والوں میں ان کو سرِ فہرست رکھا ہے۔(۷۰)

اس سے قبل ۲ھ/۶۲۴ء میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال غزوۂ بدر کے دوران انتقال ہو گیا تھا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں شرکت کے سبب شریک نہ ہو سکے اور ان کی نمازِ جنازہ اُن کے شوہر حضرت عثمان بن عفان اُموی نے پڑھائی تھی، ان کو غسل دینے کا فریضہ صرف حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے ادا کیا تھا۔(۷۱) ۹ھ/۶۳۰ء میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دختر حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو غالباً ان کو بھی حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے ہی غسل دیا تھا۔

مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تین سال قبل حضرت خدیجہ بنت خویلد اسدی رضی اللہ عنہا، اوّلین زوجۂ مطہرہ کا انتقال ہوا، کلبی وغیرہ راویوں کا بیان ہے کہ ان کو حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجۂ مکرمہ نے غسل دیا تھا، ان کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی کہ تب وہ مسنون نہ ہوئی تھی۔(۷۲) ان روایات کی بنا پر یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ خواتینِ اہلِ بیت کی تجہیز وتکفین کے کاموں میں حضرت اُمّ ایمن کی شرکت لازمی امر تھا۔

روایتِ حدیث:

حافظ ابن حجر نے بعض احادیثِ نبوی حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی سند وروایت پر قدیم کتب سے نقل کی ہیں:

اوّل حدیث ہے کہ چور کا ہاتھ صرف ڈھال میں کاٹا جائے گا: **لا یقطع السارق الا فی جنة.** اس روایت کو مسندِ یحیٰی الحمانی اور حافظ ابونعیم نے اپنی سند سے نقل کیا ہے، اس کے مطابق عہدِ نبوی میں اس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم کے برابر سمجھی جاتی تھی، لیکن اس کی سند پر کلام کیا گیا ہے۔

دوسری طبرانی کی روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ چٹائی دے دو تو انھوں نے حائضہ ہونے کے عذر کو پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارا حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

قالت اُمّ ایمن قال رسول اللہ ﷺ ناولینی الخمرة من المسجد ، قلت : انی حائض ، قال: ان حیضتک لیست فی یدک ۔(۷۳)

(جاری ہے)

حواشی:

(۴۶) ابن سعد: ج۸،ص: ۲۲۵۔(۴۷) بلاذری: ج۱،ص: ۳۲۶۔ نیز ابن حجر۔ الاصابہ: ج:۴،ص: ۴۱۶۔ (۴۸) بلاذری، ج:۱،ص: ۳۲۶۔ واقدی، ج:۱،ص: ۲۷۸۔ (۴۹) واقدی، ج:۱،ص: ۲۸۸، ۲۸۹۔ (۵۰) واقدی، ج:۲،ص: ۴۳۰، ۴۳۱۔ بخاری۔ صحیح: کتاب المغازی، باب: حدیث الافک۔ مسلم۔ صحیح: کتاب التوبہ کے مطابق حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے نوجوان فرزند اسامہ بن زید کلبی سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تھا اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ کردار کی تصدیق کی تھی۔ نیز فتح الباری، ج:۷،ص: ۵۳۸، ۵۴۷۔ **فاما اسامة فاشار علی رسول اللہ ﷺ بالذی یعلم من برأة اهله و بالذی یعلم لهم فی نفسه فقال: اهلک ولا نعلم الا خیرا.** (۵۱) ابن سعد، ج:۸،ص: ۲۲۵۔ **وشهدت خیبر مع رسول اللہ ﷺ**. ابن حجر۔ الاصابہ، ج:۴،ص: ۴۱۶۔ واقدی، ج:۲،ص: ۶۰۰۔ (۵۲) ابنِ ہشام، ج:۳،ص: ۴۰۱، ۴۰۲۔ واقدی، ج:۲،ص: ۶۸۴، نے حضرت ایمن بن عبید خزرجی کے علاوہ اس غزوے میں شرکت نہ کرنے والوں کے نام گنائے ہیں، روایت میں یہ دلچسپ اور اہم اضافہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیچھے رہ جانے والوں کو بھی حصہ عطا فرمایا تھا۔ (۵۳) بخاری۔ صحیح: کتاب فضائل الصحابہ۔ مناقب زید۔ مسلم۔ صحیح: فضائل زید بن حارثہ۔ نیز بخاری۔ صحیح: کتاب المغازی، **باب: بعثت النبی اسامه بن زید فی مرضه الذی توفی.** فتح الباری، ج:۸،ص: ۱۹۰، ۱۹۱۔ (۵۴) واقدی، ج:۳،ص: ۱۱۱۹۔ (۵۵) واقدی، ج:۳،ص: ۱۱۲۰۔ (۵۶) اسد الغابہ، ج:۵، ص: ۵۶۷۔ حلبی، ج:۱،ص: ۱۰۵، ۱۱۰۔ الاصابہ: ترجمہ اُمّ ایمن۔ (۵۷) اسد الغابہ، ج:۵،ص: ۵۶۸۔ (۵۸) صحیح مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل اُمّ ایمن۔ مسعود احمد،ص: ۸۵۸۔ (۵۹) ابنِ حجر۔ الاصابہ: ج:۴،ص: ۴۱۶: **فاقبلت تضاحکه.** (۶۰) بلاذری، ج:۱،ص: ۲۲۴۔ (۶۱) صحیح بخاری۔ کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب الخ۔ صحیح مسلم: کتاب الجہاد۔ باب رد المھاجرین الی الانصار منائحھم۔ فتح الباری، ج:۷،ص: ۵۱۲، ۵۱۳۔ نیز ابن سعد: ج:۸،ص: ۲۲۵ مثل مسلم۔ (۶۲) بلاذری، ج:۱،ص: ۲۲۴۔ (۶۳) ابن سعد، ج:۸،ص: ۲۲۵۔ (۶۴) بلاذری، ج:۱، ص: ۳۰۳۔ (۶۵) ابن سعد، ج: ۸،ص: ۲۲۴۔ (۶۶) بلاذری، ج: ۸،ص: ۵۱۳، ۵۱۴۔ (۶۷) الحجرات: ۱۳۔ (۶۸) بلاذری، ج: ۱،ص: ۴۷۵۔ (۶۹) بخاری۔ صحیح: کتاب احادیث الانبیاء، باب: یعکفون علی اصنام لھم۔ فتح الباری، ج:۲، ص: ۵۳۳۔ و مابعد۔ مسعود احمد کی تاریخ میں بخاری کا حوالہ کتاب، کتاب بدء الخلق ہے جو غلط ہے، **قالوا: اکنت ترعی الغنم؟ قال: وهل من نبی الا وقد رعاها.** (۷۰) بلاذری، ج:۱،ص: ۴۰۰۔ **و توفیت زینب بنت رسول اللہ ﷺ فی سنة ثمان من الهجرة بالمدینة فغسلتها اُمّ ایمن و سوده.** (۷۱) بلاذری: ج:۱،ص: ۴۰۱: **و توفیت فی ایام بدر وهی عند عثمان و دفنت بالبقیع وصلی علیها عثمان و غسلتها اُمّ ایمن.** (۷۲) بلاذری، ج:۱ ص: ۴۰۶۔ (۷۳) حافظ ابن حجر نے اس سند کو منقطع بتایا ہے: **و هذا فیه انقطاع. الاصابة**: ج:۴،ص: ۴۱۶۔